

اس سال کے صوبہ سرحد میں
ہمارے مقرر کردہ

ڈیلرز

- ۱۔ خلیل الیکٹرک سٹور، صدر، پشاور۔
- ۲۔ طاہر الیکٹرک سٹور، خواجہ گنج، ہوتی مردان۔
- ۳۔ اتحاد کبیل ہاؤس، بٹ خیلہ بازار، بٹ خیلہ۔ فون ۹۱۴
- ۴۔ سعید ٹرنک ہاؤس، بازار ترگرہ، ضلع دیر فون ۱۱۴
- ۵۔ شہزاد اینڈ برادرز، کیولری روڈ، کنیٹ بازار نوشہہ صد
- ۶۔ عوامی الیکٹرک اینڈ سینٹری سٹور۔ بنوں۔
- ۷۔ صاحبزادہ محمد وریس، حاجی فرید گل ایگز مرچنٹ
- تور ڈھیر، تحصیل صوابی، ضلع مردان۔

ملک بھر میں مقبول اور کامیاب
تسکین و آرام کے ضامن



بالائین

کم خرچ

منجانب بورڈ آف ڈائریکٹرز

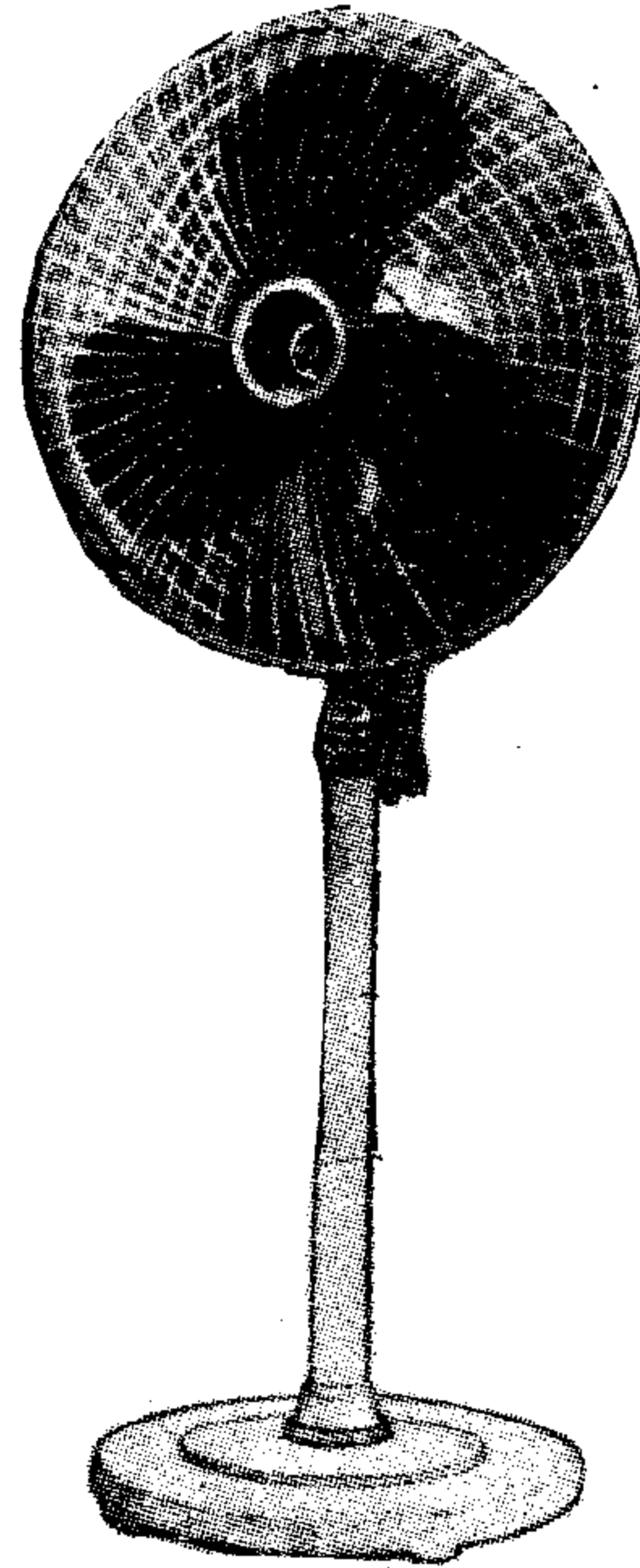


فون - 4700
گرام - ESSAYFAN

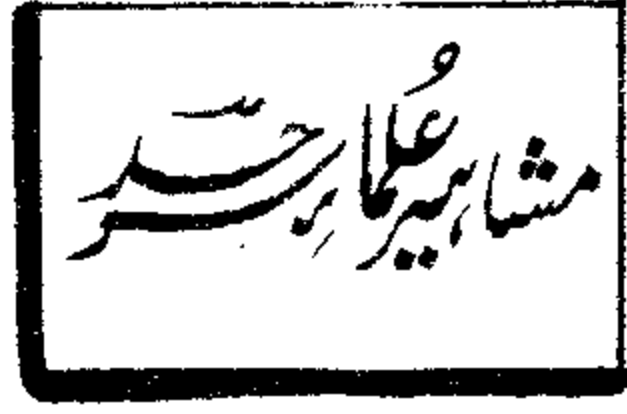
ایس اے الیکٹرک انڈسٹریز لمیٹڈ
جی ٹی روڈ گجرات



سینگ
ٹیل
پیدل
ٹیل کم پیدل
ایگزاسٹ
موٹریں



حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ



مولانا عبد الوحید قاسمی زردوبلی رحمہ اللہ ایک علمی و ادبی تذکرہ

جامعہ انسائینٹ دارالعلوم دیوبند کے کس کس فرزند کا تذکرہ کیا جائے۔ اس چمنستانِ علوم نبوت کے کون کون سے گل سرسبد کی مہک سے روح کو طراوت و تازگی بخشی جائے۔ اس درس گاہ سے جو بھی شخصیت نکلی کسی نہ کسی جہت سے اس میں ایک انفرادی و امتیازی صفت پیدا ہو گئی۔ جو کہ اس مادر علمی کی ہمہ گیریت اور عالم گیریت پر مبنی دلیل ہے۔ نہ جانے اس خطہ رصحا میں وہ کونسی مقناطیسی جاذبیت ہے جس نے جہاں بھی کوئی جوہر قابلِ ملاحظہ اس کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ گویا مفلسانِ علوم نبوی کا ایک ہجوم اس درختا سے انما انا قاسم واللہ عیسیٰ کے شاہرہ کا طلب گار ہوتا ہے

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئا اللہ از جمال روئے تو
دست بکش جانب زمبیل ما آفریں بردست و بر یا زوئے تو
بعد میں کچھ تو گردونِ علم و ادب پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ کچھ میدانِ سیاست کے شہسوار ہوئے
اسی نے صحافت کو اپنا یا کوئی مبلغ و داعی کی حیثیت سے ابھرا۔ کسی نے مسندِ تدریس و افتاء کو سنبھالا۔ کچھ خانقاہ
بن کر سریرِ آرائے طریقت ہوئے۔ اور کسی نے اپنے لئے گوشہِ خمول اور کنجِ عزت میں خدمتِ دینِ قیم کا بیڑہ اٹھایا۔
ان میں سے ہر ایک اپنی متعین کردہ راہ پر تیز گام اور اپنی دھن میں مگن رہا۔ ان کو دشمن اپنے مقصد سے ہٹا سکا
بھروسہ و آزان کے لئے زنجیر پا ہوا۔ مکر و ہات دنیا ستر راہ بنے نہ سبیلِ حوادث نے ان کا راستہ روکا۔ اہلِ زر کا
وقت آڑے آیا اور نہ مصاحتوں نے ان کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول کرائی۔

در حقیقت یہی وہ بلاکشانِ محبت ہیں جن کو سوئے یار کے علاوہ اور کسی سمت کا پتہ نہیں ہے

علیٰ اصباح چوں مردم بکار و بار روند

بلاکشانِ محبت بسوئے یار روند

ذیل میں اس مادر علمی کے ایک فرد فرید مولانا عبد الوحید صاحب قاسمی کا تذکرہ اور ان کے علمی و ادبی مقام پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

ولادت و خاندان | آپ موضع زرہی (ضلع مردان) میں مولانا منظر جمیل بن مولانا محمد اکرم کے ہاں ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ اس شجرہ طوبیٰ سے منسلک ہیں جس کی نجابت و علمیت کا شہرہ عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے والد گرامی اگرچہ باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں تھے۔ لیکن منقول و معقول کی اکثر کتابیں آپ کو ازبر تھیں۔ فارغ اوقات میں مطالعہ کتب میں مصروف رہتے۔ یا طلبہ کے خلقہ درس میں شرکت فرماتے۔ آپ (مولانا منظر جمیل) کے داماد مولانا عبد الحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک قدس سرہ جب دیوبند سے تشریف لاتے اور بیماری کے باعث اپنے محلہ کی مسجد میں درس شروع کیا۔ تو بلاناغہ درس بیضاوی میں شریک ہوتے۔ نیز حافظہ و ذہانت کی وجہ سے بعد از درس اکثر طالب علم مشکل مقامات کے بارے میں آپ سے استفسار کرتے۔

مولانا محمد اکرم جو کہ اکرم بابا سے یاد کئے جاتے ہیں۔ صاحب جذب و حال اور صاحب نسبت بزرگ تھے غالباً اخوند عبدالغفور صاحب، سوات کے مرید اور ماذون تھے۔ آپ کے خوارق و کرامات کے بارے میں کافی واقعات مشہور ہیں۔ موت سے قبل اپنے بیمار داروں سے فرمایا کہ میرا معاملہ صاف ہو گیا ہے تھوڑی دیر آپ اور بیٹھ جائیں جہاں آنے والے ہیں کچھ دیر بعد آپ کی روح قفس عنبری سے پرواز کر گئی۔

قیام غورخشتی کے دوران ایک دفعہ صحرائیں ذکر و مشغل میں مصروف تھے کہ ایک چوہے پر نظر پڑی جو اپنے پل سے مٹی نکال کر اندر گھس جاتا ہے۔ اور سر نکالتا ہے۔ آپ کو یہ تماشا عجیب لگا۔ آپ نے ایک کنکری اٹھائی اور اس کی طرف پھینکی۔ اتفاقاً وہ اس چوہے کو لگی اور وہ مر گیا۔ آپ کو اس کی موت کا اتنا قلق ہوا کہ بے اختیار رونے لگے۔ اور اسی وقت پایادہ اپنے مرشد صاحب سوات کی طرف چل دئے۔

چند روز کے سفر کے بعد حبیب و ماں پہنچے تو حضرت سے فرمایا کہ مجھ سے ایک عظیم گناہ بصورت قتل نفس سرزد ہوا ہے۔ میرے لئے خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ اس وقت حضرت کے پاس اپنے عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر تھا۔ آپ نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل لوگ عمداً انسان کو قتل کر دیتے ہیں لیکن ان کے دل میں خوفِ آخرت و محاسبہ کا وسوسہ تک نہیں ہوتا۔ یہ شخص (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) کتنے دور سے پایادہ صرف اس جرم کے بارے میں یہاں آیا ہے۔

اسی طرح بعد از وفات آپ کے کپڑوں میں کچھ نورانی آثار پیدا ہوئے۔ توحید مولانا عبد الوحید صاحب مرحوم دیوبند جا رہے تھے تو اپنے ساتھ وہ کپڑے بطور تبرک لے گئے۔

ابتدائی تعلیم | ہوش حساس سنبھالتے ہی آپ نے تعلیم کی طرف توجہ دی چنانچہ سکول کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھتے رہے۔ شرح جامی پڑھتے وقت آپ کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ پھر اس کے بعد علاقائی علماء کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ مولانا حبیب اللہ صاحب حق صاحب زر و بوی رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نور اللہ مرقدہ عرف کڑی مولوی صاحب۔ مولانا سکندر خان صاحب اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (صدر المدرسین حقانیہ اکوڑہ خٹک) قدس سرہ جیسے جہاں بڑے وقت سے صرف و نحو منطق و حکمت فقہ و اصول اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔

تجسّد ارواح اور ایک واقعہ | اس ضمن میں تجسّد ارواح کا ایک واقعہ ہے لیکن اس سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ تجسّد ارواح ہمارے اکابرین دیوبند کے نزدیک حق ہے۔ چنانچہ مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ سوانح قاسمی ج ۱ ص ۲۹ تا ۳۳ میں ارقام فرماتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم نے داخلہ لیا۔ اس شرط پر کہ اس امتیاز نہیں دیا گا۔ اسے وہاں بغیر کسی امداد و تعاون کے داخلہ ملا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں امام مسجد بنا۔ کافی عرصہ بعد وہ دارالعلوم آیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعارف کرنے کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم بہت مدت کے بعد یہاں آئے ہو۔ اتنا عرصہ کہاں رہے۔

اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ میں جس گاؤں میں پیش امام ہوں وہاں ایک مولوی صاحب آئے۔ انہوں نے وہاں اپنا کافی رسوخ پیدا کر لیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا امام کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب جو دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں۔ دیوبند کا نام سننا تھا کہ وہ مولوی صاحب بیسج پاہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم نے جتنی نماز اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ تمام باطل ہیں کیونکہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے وہ عقیدہ ہے۔ حضور کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

جب لوگوں نے اس مولوی صاحب کی باتیں سنیں تو وہ سب میرے پاس آ گئے۔ اور مجھے کہا کہ تم ان باتوں کی صفائی پیش کرو۔ اور اس مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ کرو۔ کیونکہ اس نے آپ پر یہ الزام عائد کئے ہیں۔ چاروں چار میں مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ وقت اور مقام کا تعین بھی ہو گیا۔

وقت مقررہ میں حیران و پریشان اور لرزاں و ترساں مناظرہ گاہ پہنچا۔ ادھر مولوی صاحب بھی اپنے ارادت مندوں کے ہجوم میں جبہ و دستار پہنے انداز خسروانہ مناظرہ گاہ میں آوارہ ہوئے۔ ابھی مناظرہ شروع ہوا کہ ایک شخص میرے قریب بیٹھ گیا اور مجھے کہا کہ مناظرہ کرو اور کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ۔

بہر حال مناظرہ شروع ہوا تو میں نے ایسی باتیں کیں جو میں خود بھی نہیں سمجھتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ بالآخر

اس مولوی صاحب نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگ لی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا (جو آپ کے قریب بیٹھا تھا) حلیہ معلوم ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں! جب اس نے اس شخص کے خدو خال کا نقشہ کھینچا تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ یہ تو ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی تھے۔ اس واقعہ پر حاشیہ لکھا گیا ہے کہ سیدنا امام الکبیر کی اس روحانی امداد کا قصہ تو شنیدہ ہے لیکن اس سلسلہ کی وہ روایت جس کا ذکر پہلے بھی شناید ہو چکا ہے اپنی ان شکر رنجیوں کے سلسلہ میں جو مولانا احمد حسن امروہی اور مولانا فخر الحسن گنگوہی کے درمیان کسی وجہ سے ہو گئی تھی۔ اور شیخ الہند بھی کچھ دلچسپی اس قصہ میں لینے لگے تھے۔

یہ اطلاع مولانا رفیع الدین نے دی کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسدِ عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اور فرمایا محمود الحسن سے کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے (حاشیہ سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۲) مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی جب موضع کڈی (ضلع مردان) میں مولانا عبدالرؤف صاحب کے ہاں پڑھتے تھے تو ہر جمعرات کو گاؤں تشریف لاتے۔ کڈی اور زرہی کے درمیان تقریباً دس کلومیٹر مسافت ہے۔ اس وقت تو پختہ سڑکیں نہ تھیں۔ کھیتوں میں بگ ڈنڈیوں جیسا راستہ تھا اس پر مسافت مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ وقت بھی بھڑا لگتا تھا۔ ایک دن جو کہ آپ کے گاؤں آنے کا دن تھا۔ ان کے سبق کا نمبر سب سے آخر میں آیا۔ شام ہو رہی تھی، آپ سبق سے فارغ ہوئے موسم بھی ابر اکو اور باد و باران کا اندیشہ تھا۔ آپ اسی وقت گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب آبادی سے صحرائیں داخل ہوئے تو ان کا بیان ہے کہ ایک بوڑھا آدمی مجھ سے آٹھ دس قدم آگے جا رہا ہے۔ اس تمام راستے میں وہ میرے ساتھ رہا لیکن جب گاؤں کے مقبرہ کے قریب پہنچا دیکھو کہ عام راستہ مقبرہ کے پاس سے ہو کر جاتا ہے (تو وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا۔ میں نے اسے بہت ڈھونڈا لیکن اس کا نام و نشان نہ ملا۔ اور تاریکی بھی بڑھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا میں جب گھر پہنچا تو عشاء کا وقت تھا۔

میرے والد صاحب نے جب مجھے بے وقت آنے دیکھا تو بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اس وقت آنے کی کیا ضرورت تھی صبح آ جاتے۔ پھر اس کے بعد وہ قصہ بیان کیا کہ راستے میں ایسا شخص میرے ساتھ دس قدم کے فاصلے پر جا رہا تھا۔ پھر گاؤں کے قریب اچانک غائب ہو گیا حلیہ بھی بیان کیا۔ جب میں نے اس کے خدو خال بتائے تو میرے والد مرحوم نے کہا کہ یہ تو میرے والد بزرگوار (اکرم بابا) تھے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند روانہ! اپنے علاقہ میں مختلف علوم و فنون کی تکمیل کے بعد اعلیٰ تعلیم اور سندِ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ وہاں پر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الادب والفقہ مولانا اعجاز علی صاحب قدس سرہ۔ مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

اور مولانا عبدالخالق صاحب کبیر والا وغیرہم حضرات سے استفادہ کیا اور ۱۳۶۴ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فارم داخلہ نمبر ۴۱۲ (قدیم) ہے۔

تدریسی خدمات | جب آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے تو اپنی خداداد قابلیت و ذہانت کی بنا پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی سفارش پر جامعہ اہلیہ دہلی میں تدریس پر مامور ہوئے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے مفتی ہند مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم کے نام آپ کی تدریس کے لئے ایک سفارشی خط لکھا۔

مکتوب مدنی بنام مفتی ہند | جناب مفتی صاحب زید مجدکم

بعد از سلام مسنون آل کہ عرض گزار غنتی اور سمجھدار شخص ہے۔ ان کے نمبر امتحان میں بہت اچھے ہیں۔ اخلاقی حالت بھی قابل اطمینان ہے۔ قوی امید ہے کہ اگر ان کو مدرسہ امیہ سینہ کی تعلیمی خدمات تفویض کی جائیں تو کامیاب مدرس ہوں۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۱ محرم الحرام

کچھ عرصہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تدریس کی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جامعہ اہلیہ میں تدریس سے پہلے یا وہاں سے کچھ وقت کے لئے ادھر تشریف لے گئے۔ کیونکہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے نام لکھتے ہیں جناب مفتی اعظم دامت برکاتہم

سنت سلام کے بعد واضح ہو کہ کافی عرصہ ہوا کہ فسادات جاری ہیں۔ استفسار کثیر کے بعد آنجناب کی بابت اتنی خیر پہنچ گئی ہے کہ خیریت کے ساتھ اپنی جگہ مقیم ہیں۔ خدا کرے کہ سب محفوظ ہوں۔ مگر ضعف روایت کے باعث قلب مطمئن نہ تھا۔ لہذا چند سطر میں ارسال ہیں۔ تاکہ آپ جناب کی خیریت سے واقف ہو کر اطمینان حاصل ہو جائے۔ کوتاہ دستی کی وجہ سے دعائے خیر و عافیت کے سوا اور کوئی دسترس نہیں رکھتا۔ لہذا اگر کوتاہی معاف کی جائے تو نوازش سمجھی جائے گی۔ میرا آنے کا خیال تھا کہ جب بھی راستہ صاف جائے تو بشرط مشیت خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام

عبدالوحید مدنی

قیام پاکستان کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لائے۔

۱۹۴۹ء میں پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ اور ۱۳۵۱ھ میں غزوات حاصل کئے۔ بدقسمتی سے چند مجبوریوں

کی بنا پر دینی مدارس میں سلسلہ تدریس جاری نہ رہ سکا۔ اور گورنمنٹ ہائی سکول شیرانوالہ گریٹ لاہور میں ۹ نومبر ۱۹۴۹ء کو عربی استفادہ کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا۔ شیرانوالہ گریٹ لاہور میں تقریباً تین سال تک آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد اسی پوسٹ پر ہائی سکول مغلیہ لاہور آپ کا تبادلہ ہو گیا۔ صحت کی خرابی اور موسم کی عدم موافقت کی وجہ سے آپ اپنے علاقے کو تبدیلی کے خواہاں تھے۔ لہذا کافی ٹمگ و دو کے بعد ضلع کوٹا میں شکر پورہ کے مقام پر آپ کی تبدیلی ہو گئی۔ وہاں سے زیدہ۔ مرغز اور پھر اپنے گاؤں زرہی تشریف لائے اور تادم مرگ اپنے